مولانا برق التوحیدی

ہماری بدقسمتی کا نیا دور

پاکستان کی تاریخ کا اگر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس مملکتِ خداداد کا وجود صرف "لا الٰہ الا اللہ" کا رہینِ منت ہے۔ جس کی تفصیل یوں ہے کہ مسلمانانِ ہند نے اپنی مذہبی و سیاسی غلامی کا مداوا صرف آئینِ اسلامی کو سمجھتے ہوئے اس بات پر اتحاد کیا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ کیا کہ ہمیں ایسا خطۂ ارض نصیب فرما جس پر ہم خالص بتیرِ انتظام نافذ کرسکیں۔ اس دعا و مطالبہ کے پسِ منظر میں خلوص اور ایک مسلسل جدوجہد دخیل ہے جس کے نتیجہ میں آج سے تقریباً ۲۲ سال قبل رب ذوالجلال نے اپنے خاص کرم سے مسلمانوں کی آرزو کو پورا کردیا۔ یعنی جہاں تک اللہ تعالیٰ کا کام تھا پورا ہوا۔ اس سے آگے ہمارا فرض باقی ہے کہ اپنے وعدہ کو پورا کریں۔ لیکن ہوا کیا؟ یہ ہماری بدقسمتی کی طویل داستان ہے۔ اور بعینہٖ بنی اسرائیل کی وعدہ خلافیوں، بے وفائیوں کی تصویر ہے۔ کہ اگر وہ جہاد کے اسباب و اجازت کا مطالبہ کرتے ہیں تو یہ مطالبہ اللہ کی طرف سے پورا ہوتے ہی وہ منحرف ہو جاتے ہیں اور اپنا وعدہ بھول جاتے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے اپنے مطالبہ کا پسِ منظر یہ بیان کیا کہ "ہم دشمن کا مقابلہ کیوں نہ کریں گے کہ ہمیں بیہ دہ اور زلال مصائب و تکالیف کا سامنا کرنا پڑا ہے۔" تو اللہ تعالیٰ نے ان کا مطالبہ پورا کرتے ہوئے عظیم خوشخبری بھی سنادی کہ آلِ موسیٰ کا تابوت بھی تمہیں نصیب ہوگا۔ یعنی وہ جاہ و جلال اور وقار و اسبابِ سکینت تمہیں حاصل ہوں گے جو پہلے تمہارے آباؤ اجداد کے پاس تھے۔ اسی طرح انہوں نے دسترخوان کا مطالبہ کیا، وہ بھی پورا ہوا۔ لیکن انہوں نے وفائے عہد نہ کی۔ تو نتیجہ یہ ہوا کہ وہ قوم جس کو تمام عالم پہ فضیلت حاصل تھی وہ تمام جہانوں میں ذلیل و رسوا ہو کر رہ گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت "فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ عذابا لا اعذبہ احدا من العالمین" میں یہ اشارہ فرمایا کہ یہ قانونِ قدرت ہے کہ جو قوم نازو نعمت میں زندگی گزارے اور اپنے جمیع مطالبات پورے ہونے کے بعد بھی اپنے عہد کو پورا نہیں کرتی، تو اسے تمام اقوام بدسے زیادہ عذاب میں مبتلا کرکے صفحۂ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا جاتا ہے۔

ہماری بدقسمتی بھی یہی رہی کہ ہم نے جو مطالبہ کیا وہ تو پورا ہو گیا۔ لیکن جس نظام کے نفاذ کا ہم نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا، اسے فراموش کرکے اپنی انا کی حکومت قائم کی — ہم سب اپنی اپنی جگہ اس عہد کو بھول گئے کہ سیاستدانوں نے اس ملک کو اپنی سیاست کے لئے استعمال کیا، اقتدار والوں نے اسے اپنا نصیب مفروض سمجھا اور چارہ سو لوٹ کھسوٹ

اور غنڈہ گردی کا بازار گرم ہوا کہ نہ نفس محفوظ، نہ عزت و مال محفوظ۔ اور اس کیے ہوئے وعدہ کی کچھ ایسی دھجیاں بکھیریں کہ بنی اسرائیل کی تمام بے وفائیاں مات ہو کر رہ گئیں ۔۔۔ اور پھر کیا ہوا کہ یہاں اسلام کے نام پر اشتراکیت، سوشلزم اور کمیونزم کی حکومت قائم کرنے کی کوشش کی گئی، اسلام کے نام پہ مغربی جمہوریت کا بھوت سوار ہوا؛ کتاب و سنت کی جگہ لینن، مارکس کے نظریات کو دے دی گئی اور بے عملی و بدعہدی کی فضا قائم کر کے شرافت و دیانت اور عبادت و ریاضت کا دائرہ اتنا تنگ کر دیا گیا کہ یہ مخلوق خدا کی باغی معلوم ہونے لگی۔ اور پھر اس بدعہدی کے نتیجہ میں ہم اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا شکار ہوئے کہ آج تک معاشی و اقتصادی اور سیاسی طور پر خود کفیل نہ ہو سکے۔ کبھی سیلابوں کی زد میں، کبھی انقلابوں کی زد میں۔ اور کبھی بیرونی سازشوں کا نشانہ تو کبھی اندرونی خلفشار کا شکار۔ بالآخر آدھا ملک ہم سے الگ کر دیا گیا لیکن پاکستان کے نازک و نومولود جسمِ خاکی پر فالج کے اس شدید حملہ سے ہم نے کیا سبق سیکھا؟ کیا ہم نے اللہ کی طرف رجوع کیا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ ہم نے معاشی و اقتصادی اور سیاسی مشکلات کا مسیحا اغیار کو سمجھا اور قوم کی حالت وہی رہی تو پھر خدا کی پکڑ سے نجات کیونکر ہو!

آج حالات کے تیور دیکھ کر اگرچہ احساس ہوتا ہے کہ شاید یہ صورتِ حال تبدیل ہونے والی ہے کہ اسلامی نظام کے قیام و نفاذ کی طرف توجہ دی جا رہی ہے۔ گویا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ وعدہ پورا کرنے کی توفیق دے کہ اس کی مزید انعاموں کا محل بن سکیں۔ لیکن اس کے ساتھ ایک نہایت بھیانک اور ہولناک صورت بھی دکھائی دے رہی ہے کہ ہماری بدقسمتی کا ایک نیا دور شروع ہونے والا ہے جو پہلے سے زیادہ خطرات کو اپنے پہلو میں لئے ہوئے ہے۔ پہلے ہم اس لئے پریشان تھے کہ یہاں اسلام کی جگہ سوشلزم اور اشتراکیت لا کر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے مجموعۂ قانون کو پامال نہ کیا جائے اور نظامِ مصطفےٰ کی تعبیر لینن و مارکس کے نظریات کی روشنی میں نہ کی جائے۔ لیکن اب اغیار نہیں اپنے ہی ایک نیا شوشہ چھوڑ رہے ہیں اور صحفِ موسیٰ پر سامریت مسلط کرنے کی کوشش ہو رہی ہے عوام کی عدم واقفیت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے موسیٰ کو گمراہ کہہ کر بچھڑے کو خدا بنانے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔ کہ کوئی نظامِ مصطفےٰ کے پرکشش و جاذب الفاظ کی تعبیر فقہ حنفی سے کر رہا ہے تو کوئی فقہ جعفری سے۔ اور ہم ایک چوراہے پر ایسے اجنبی کی طرح کھڑے ہیں جس کو ہر ایک اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور اس کھینچا تانی میں اصل راہ اس پہ مخفی رکھی جاتی ہے۔ اور جو فریق غالب آجاتا ہے وہ اسے لے بھاگتا ہے۔ اور اس طرح منزل سے اسے کوسوں دور پھینک دیا جاتا ہے۔ اس پس منظر کی روشنی میں اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ جن ماؤں بہنوں نے اپنی عزت اسلام کی خاطر لٹائی، جن بھائیوں نے دینِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آبیاری کے لئے خون دیا، جن والدین نے اپنے معصوم بچوں کو نظامِ مصطفےٰ کی خاطر ذبح کروایا، جن جیالانِ شریعت نے اپنے مال و متاع کو اسلام کے لئے قربان کیا، وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

احکام و قرائین کو چھوڑ کر حضرت ابو حنیفہ و جعفر رحمہما اللہ کے افکار و نظریات کو کیونکر برداشت کریں کہ شریعت کے علاوہ ہر غیر معصوم کی بات پیچ اور ترجیح صرف اور محض موافق کتاب و سنت کو ہی حاصل ہو سکتی ہے، ورنہ کوئی شریف آدمی ان اقالیم خمسہ میں سے کسی کا تارم پر کردے تو اس پر کفر کا فتوی کیوں ؟

بہر حال جب قوم نے صرف کتاب و سنت کے نام پر اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کر کے ایسی فضا پیدا کی کہ خالص نظام اسلام لایا جائے تو بعض برخود غلط لوگوں نے ایسے نفاہما کے باطل کی تشہیر اور ان کا مطالبہ شروع کر دیا جو قطعاً عوام کی مراد و تمنا نہ تھے۔ بلکہ چاہتے یہ ہیں کہ ہم خدا سے کیا ہوا وعدہ پورا کرتے ہوئے صرف اور صرف کتاب و سنت کی حکمرانی یہاں قائم کریں کہ اسی میں ہماری دنیاوی و اخروی کامیابی و کامرانی کا راز مضمر ہے۔

آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ ایک خاص مکتب فکر کی فقہ کے ترجمہ کو اسلامی فقہ کا ترجمہ قرار دیکر عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ اسلام اگر ہے تو یہی جو ہم پیش کر رہے ہیں۔ مثلاً جب اسلامی حدود کا اعلان ہوا ہے، مارکیٹ میں متعدد کتابیں ایسی آئی ہیں جو فقہ حنفی کے مختص ابواب کا ترجمہ ہیں۔ لیکن سرورق عنوان ہوتا ہے "اسلامی تعزیرات"۔ اسی ضمن میں ایک کتاب "اسلامی قانونِ فوجداری" ہے جو کہ فقہ حنفی کی کتاب الاختیار کا ترجمہ ہے۔ اور آپ نے دیکھا ہوگا، ترجمان القرآن" میں ایک مضمون بعنوان "تعزیرات اسلام" چھپ رہا ہے۔ وہ بھی الف سے یا تک حنفی کتب کا ترجمہ ہونے کے باوجود اسلام کے نام پر شائع ہوتا ہے۔ یعنی بعینہٖ پہلی سی بدقسمتی کا دور عود کر آیا ہے کہ اگر ایک گروہ اسلام کے نام پر اشتراکیت کا ڈھونگ رچا رہا ہے تو دوسرا اسلام کے نام پر حنفیت اور تیسرا اسلام کے نام پر جعفریت کو مسلط کرنے کی فکر میں ہے۔ حالانکہ یہ تینوں چیزیں نہ اسلام ہیں اور نہ اسلام یہ تین چیزیں ہیں۔ بلکہ اسلام اور ان میں بعد المشرقین ہی نہیں بلکہ ایک دوسرے کے مخالف و معارض ہیں کہ ایک خالق کا قانون ہے اور دوسرا مخلوق کا۔ ایک طرف معصوم پیغمبر کی شریعت ہے، تو دوسری طرف غیر معصوم انسانوں کے افکار۔ لیکن اب حنفیت کو حنفیت یا محمدیت کو جعفریت کہنا بالکل ایسا ہی ہے، جیسے لوگ کہتے تھے کہ ابراہیم یہودی یا نصرانی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی کہ ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ "ولکن کان حنیفا مسلما" اب یہی صورت حال اسلام کی ہے۔ لیکن اسی چوراہے پہ پھنسے ہوئے کو سیدھی راہ کون بتائے گا یا اب اسلام کی وضاحت کون کرے؟ وحی تو یقیناً نہیں آئیگی تو پھر یہ ذمہ داری کس کی ہے؟ ظاہر ان لوگوں کی جو اپنے آپ کو اسلام کا صحیح ترجمان و دعویدار کہتے ہیں اور "ولتکن منکم امۃ" اور "کنتم خیر امۃ" کا صحیح مصداق تصور کرتے ہیں اور وہ ہیں اہلحدیث حضرات، جن کا

(بقیہ برصفحہ ۲۲)